رشین فیڈریشن کے انتخابات
اور
ان کے نتائج

سابق سوویت یونین کی جانشین رشین فیڈریشن جن گوناگوں مسائل سے دوچار ہے، ان میں سرفہرست اس کی اپنی علاقائی سالمیت کا تحفظ اور سابق مرکزیت زدہ سیاسی و معاشی نظام کی جمہوری خطوط پر تبدیلی ہے۔ گزشتہ تین برسوں میں رشین فیڈریشن کی بعض ناراض قومیتوں اور قدرتی و صنعتی وسائل کے حامل خطوں نے ماسکو سے کامل آزادی کی اپنی خواہش کا اظہار کیا ہے، تاہم رشین فیڈریشن کی مرکزی قیادت نے ان مرکز گریز رجحانات کو دباتے ہوئے پوری توجہ سابق نظام میں اصلاحات پر مرکوز رکھی ہے۔ ان کی رائے میں اصلاحات نہ صرف بحیثیت مجموعی رشین فیڈریشن کے مسائل حل کرنے میں کامیاب ہوں گی، رشین فیڈریشن کو مغربی دنیا میں مساوی حیثیت سے قبول کیے جانے کا سبب بنیں گی بلکہ ان سے مرکز گریز رجحانات پر قابو پانا بھی آسان ہو جائے گا۔

رشین فیڈریشن کے صدر بورس یلسن اور ان کے قریبی ساتھیوں کو اصلاحات کی راہ میں سابق دستور ایک بڑی رکاوٹ نظر آتا تھا۔ اسی دستور کے تحت سابق پارلیمنٹ صدر بورس یلسن کی حریف بن کر سامنے آئی اور رشین فیڈریشن میں تقریباً ۱۸ ماہ کی بحرانی کیفیت اس وقت ختم ہوئی جب تقریباً ڈیڑھ سو افراد کے جانی نقصان پر فوجی طاقت سے پارلیمنٹ کی عمارت صدر بورس یلسن کے مخالفین سے خالی کرا لی گئی۔

صدر - پارلیمنٹ کشمکش کے دوران میں صدر بورس یلسن نے نئے دستور کی تیاری اور نئی پارلیمنٹ کے انتخاب کا وعدہ کیا جو ۱۲ دسمبر ۱۹۹۳ء کو پورا ہو گیا۔ اس روز ۱۹۱۷ء کے انقلاب کے بعد پہلی بار رشین فیڈریشن میں کثیر جماعتی انتخابات ہوئے اور فیڈریشن کے ۸۹ میں سے ۸۶ خودمختار خطوں اور جمہوریتوں کے عوام نے مجوزہ دستور پر استصوابِ رائے کے ساتھ دو ایوانی پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے لیے حقِ رائے دہی استعمال کیا۔ (جمہوریہ چیچنیا، جمہوریہ تاتارستان اور چیلیابنسک خودمختار خطے نے انتخابات میں حصہ نہیں لیا۔)

سابق پارلیمنٹ کی برخاستگی سے انعقادِ انتخابات تک صدر بورس یلسن نے بتدریج اقتدار پر

گرفت مضبوط کی۔ اس سلسلے میں انہیں فوج کی تائید بھی حاصل رہی۔ ان کی مضبوط گرفت کا اظہار اس امر سے بھی ہوتا ہے کہ ابتداءً دستور کا جو خاکہ تیار کیا گیا، وہ بہت حد تک مختلف طبقوں کے درمیان افہام و تفہیم کا نتیجہ تھا مگر آخری مرحلے میں ۱۰ نومبر ۱۹۹۳ء کو اشاعت سے پہلے بورس یلسن نے صدرِ مملکت کے اختیارات کے حوالے سے اس میں بنیادی تبدیلیاں کیں۔

مجوّزہ دستور میں خود مختار جمہوریتوں اور خطّوں کی خود مختاری ختم کر دی گئی ہے۔ صدر جمہوریہ کو وزیراعظم، مسلح افواج کے سربراہوں اور اعلیٰ ججوں کے تقرّر کے اختیارات حاصل ہیں۔ پارلیمنٹ کی اجازت کے بغیر صدر وزیراعظم کو علیحدہ کر سکتا ہے۔ سادہ اکثریت سے پارلیمنٹ کے منظور کردہ قوانین کو مسترد کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ صرف اس صورت میں پارلیمنٹ کے قوانین صدر کے حق استرداد میں نہ آئیں گے جب دو ایوانی پارلیمنٹ کے دونوں ایوان الگ الگ مسوّدہ قانون کو دو تہائی اکثریت سے منظور کریں گے۔ اگر ایوانِ زیریں صدر کے نامزد کردہ دو سے زائد وزراء اعظم کو مسترد کر دیتا ہے تو صدر کو اختیار حاصل ہے کہ ایوان کو برخواست کر دے۔

انتخابات کے اعلان کے بعد ہر مرحلے پر تجزیہ نگار ان کے منصفانہ اور غیر جانبدارانہ ہونے کے بارے میں اپنے تحفّظات کا اظہار کرتے رہے، بالخصوص اس لیے کہ حکومتی اداروں سے وابستہ افراد کو گزشتہ روایت کے برعکس پارلیمانی انتخابات میں حصہ لینے کی اجازت حاصل تھی۔ ۱۷۶۶ امیدواروں میں سے ۲۲ فیصد کا تعلق حکومتی انتظامیہ سے تھا۔ انتخابات کے انعقاد کی بنیادی ذمہ داری "مرکزی انتخابی کمیشن" کے سپرد تھی۔ کمیشن نے اس بات کی کوشش کی کہ کم از کم جماعتوں اور سیاسی تنظیموں کو انتخاب میں حصہ لینے کی اجازت ہو۔ ابتداءً جن پارٹیوں نے انتخابی مہم کا آغاز کیا، ان کی تعداد ۳۵ تھی مگر قانونی طور پر بطور سیاسی جماعت انتخابی عمل میں حصہ لینے کے لیے ضروری قرار دیا گیا کہ ہر جماعت رشین فیڈریشن کی کم از کم سات جمہوریتوں / خود مختار خطّوں سے ایک لاکھ ووٹروں کی اپنی تائید کا ثبوت مہیا کرے۔ چنانچہ یکم نومبر کو انتخابی عمل میں حصہ لینے کی اہل جماعتوں کی فہرست شائع ہوئی تو تعداد ۳۵ سے گھٹ کر صرف ۱۳ رہ گئی۔ بعض تنظیمیں تو واقعی "اہلیت" کی کڑی شرط پوری کرنے میں ناکام رہیں اور چند ایک نے اپنے ساتھ امتیازی سلوک اختیار کیے جانے کی شکایت کی۔

صدر بورس یلسن نے کسی پارٹی میں شمولیت اختیار نہ کی اور اپنے آپ کو "جماعتوں کی سیاست" سے بالاتر رکھنے کی کوشش کی، تاہم ۱۳ جماعتوں میں سے تین جماعتیں ہر لحاظ سے ان کی پالیسیوں اور مجوّزہ دستور کی حامی تھیں۔ ان میں سرفہرست "روس کی پسند" (Russia's Choice) ہے جو صدر بورس یلسن کے اقتصادی مشیر یے گور گیدر کی قیادت میں منظّم ہے۔ گیدر صدر بورس یلسن کی ۱۹۹۲ء میں جاری کردہ اقتصادی اصلاحات کے پُرزور وکیل ہیں۔ اس پارٹی میں متعدّد وزراء شامل ہیں۔ پارٹی اس

دعوے کے ساتھ انتخابی میدان میں آئی کہ وہ واحد سیاسی قوت ہے جو رشین فیڈریشن کو موجودہ بحران سے نکالنے کی صلاحیت رکھتی ہے اور اسے سابق کمیونسٹوں اور انتہائی دائیں بازو کے قوم پرستوں سے بچا سکتی ہے۔

صدر بورس یلسن کی دوسری حامی جماعت "روسی تحریک برائے جمہوری اصلاحات" [Russian Movement for Democratic Reforms] ہے۔ اس کی قیادت سینٹ پیٹرز برگ کے میئر اناطولی ساب چک کے ہاتھ میں ہے۔ اس جماعت کو ان لبرل سیاست دانوں اور متوسط طبقے کی حمایت حاصل ہے جس نے ۱۹۸۰ء کے عشرے میں سابق صدر سوویت یونین جناب میخائل گورباچوف کے پرسٹرائیکا اور گلاس ناسٹ کی تائید کی تھی۔ صدر بورس یلسن کی اقتصادی اصلاحات کی تائید کے ساتھ انسانی حقوق اور لبرل اقدار کی داعی ہے۔

صدر بورس یلسن کی تیسری حامی جماعت "روسی وحدت و اتفاق" [Party of Russian Unity and Accord] ہے۔ جو دو نائب وزراءاعظم کی قیادت میں صدر بورس یلسن کی اقتصادی اصلاحات کی تائید کرتی ہے البتہ اقتصادیات میں ریاست کے مضبوط کردار پر زور دیتی ہے۔

مذکورہ بالا جماعتوں کے برعکس سابق "کمیونسٹ پارٹی آف سوویت یونین" کی جانشین کمیونسٹ پارٹی صدر بورس یلسن کی اقتصادی اصلاحات اور مجوزہ دستوری خاکے کی شدید مخالف ہے۔ اشتراکی نظریے پر پختہ یقین رکھتے ہوئے رشین فیڈریشن کو سابق کمیونسٹ دور میں لے جانے کی خواہش مند ہے جب روٹی سستی تھی، ہر روسی شہری کو روزگار حاصل تھا، اگرچہ اس کی نقل و حرکت پر ریاست کی کڑی نظر تھی۔ "کمیونسٹ پارٹی" کے ساتھ زرعی مفادات کا تحفظ کرنے والی "زرعی جماعت" (Agrarian party) ہے جو اشتراکی پس منظر رکھنے والے زرعی فارموں کے منیجروں پر مشتمل ہے اور نجی ملکیت کی شدید مخالف ہے۔

صدر بورس یلسن کی اقتصادی اصلاحات اور دستوری تجاویز کی حامی اور مخالف جماعتوں کے پہلو بہ پہلو کچھ ایسی جماعتیں ہیں جو ان کی اقتصادی اصلاحات کی حامی مگر دستوری تجاویز کی مخالف ہیں یا ان کی اصلاحات کی مخالف مگر دستوری تجاویز کی حامی ہیں۔ اس "محبت - نفرت پالیسی" کی حامل جماعتوں میں لبرل ڈیموکریٹک پارٹی ہے جو دائیں بازو کی قوم پرست تنظیم ہے۔ صدر بورس یلسن کی خارجہ پالیسی اور اندرون ملک اصلاحات کی ناقد مگر ان کی دستوری تجاویز کی زبردست حامی ہے۔ ولادیمیر ژری نووسکی کی قیادت میں روس کو ایک بار پھر عظیم تر قوت دیکھنے کی خواہش مند ہے اور ان تمام علاقوں بشمول فن لینڈ اور پولینڈ کو دوبارہ روس کے سائے تلے دیکھنے کا خواب دیکھتی ہے جو کبھی روس کے جھنڈے تلے تھے۔ تقریباً دو کروڑ پچاس لاکھ روسی آبادی رشین فیڈریشن سے باہر دوسری سابق سوویت جمہوریتوں میں آباد ہے اور لبرل ڈیموکریٹک پارٹی "ہر جگہ روسیوں کو تحفظ فراہم کرنے کا" منشور رکھتی ہے۔ ولادیمیر

ژری نوو سکی کے مطابق "روس اقتصادی اور عسکری اعتبار سے مضبوط ہے مگر اسے مضبوط ارادے کا رہنما حاصل نہیں۔" صدر بورس یلسن کا مجوّزہ دستور مضبوط مرکز اور بااختیار صدر کی ضمانت دیتا ہے اور یہ ژری نوو سکی کی سوچ کے عین مطابق ہے۔ ژری نوو سکی کی نظر آئندہ صدارتی انتخابات پر ہے۔ انہوں نے بارہا یہ کہا ہے کہ اگر صدر بورس یلسن اپنے اعلان کے مطابق جون ۱۹۹۴ء میں صدارتی انتخابات منعقد کراتے ہیں تو وہ صدارتی امیدوار ہوں گے اور اگر وہ ایسا نہیں کرتے اور ان کی آئینی مدت پوری ہونے پر یعنی ۱۹۹۶ء میں انتخابات ہوتے ہیں تو جب بھی وہ امیدوار ہوں گے۔

لبرل ڈیموکریٹک پارٹی کے برعکس لبرل ماہر اقتصادیات گریگوری یاولنسکی، ماہر عمرانیات یوری بلدریف اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں روسی سفیر ولادیمیر لوکن کا مشترکہ بلاک، جو ان تینوں رہنماؤں کے نام سے معروف ہے، اقتصادی اصلاحات کے جاری رکھنے کا حامی ہے۔ اگرچہ وہ حالیہ اصلاحات کو درست تسلیم نہیں کرتا۔ بلاک صدر بورس یلسن کی پیش کردہ دستوری تجاویز کا مخالف ہے۔

مذکورہ بالا سیاسی جماعتوں کے ساتھ غیرواضح پروگرام کے حامل، نوجوان سیاست دانوں پر مشتمل گروپ، ہیں جو رشین فیڈریشن کی سیاسی زندگی میں نوارد ہیں۔ ان کی حیثیت بورس یلسن کے مخالفین اور حامیوں کے بین بین ہے۔ ان میں "شہری یونین" (Civic Union) اور "روس کی جمہوری پارٹی" (Democratic Party of Russia) اور "روس کا مستقبل" (Future of Russia) شامل ہیں۔ مزید برآں "ماحولیاتی تحریک" (The Ecology Movement) "خواتینِ روس" (The Women of Russia) اور "تحریک برائے احترام و خیرات" (The Dignity and Charity Movement) بالترتیب ماحولیات، خواتین اور معذوروں کی فلاح و بہبود کے حوالے سے میدان میں تھیں۔

صدر بورس یلسن کے لیے پارلیمنٹ کے انتخابات سے کہیں زیادہ دستور کی منظوری اہم تھی۔ گریگوری یاولنسکی کے مطابق ۱۳۷ دفعات پر مبنی دستور کے بارے میں لوگ "ہاں" یا "نہ" میں کیسے جواب دے سکتے ہیں؟ مگر صدر بورس یلسن نے اس تجویز کی ہر مرحلے پر مخالفت کی کہ دستور کی منظوری آئندہ پارلیمنٹ پر چھوڑ دی جائے۔ ابتداءً یہ خیال کیا گیا کہ جن گروہوں کو انتخابی عمل میں حصہ لینے کا موقع نہیں ملا، نیز مرکز گریز قوتیں اور صدارتی اختیارات میں اضافے کے مخالفین یا بحیثیت مجموعی اصلاحات کے مخالفین استصواب رائے کا بائیکاٹ کریں گے، اس لیے اگر ۱۰۷ ملین ووٹروں میں سے صرف ۲۵ فیصد اپنا حق رائے دہی استعمال کرتے ہیں اور ان کی سادہ اکثریت دستور کے حق میں رائے دیتی ہے تو دستور منظور خیال کیا جائے گا مگر صدر بورس یلسن کے حامیوں کا اعتماد بحال ہونے پر ۲۵ فیصد پولنگ کی حد بڑھا کر ۵۰ فیصد کر دی گئی۔

انتخابی مہم کے دوران میں جہاں مجوزہ دستور زیر بحث رہا، اس میں رشین فیڈریشن کی مجموعی صورت حال کے حوالے سے مختلف پارٹیوں نے عوام کی تائید حاصل کرنے کی کوشش کی۔ موجودہ پریشانیوں کے حوالے سے کمیونسٹ پارٹی اور لبرل ڈیموکریٹک پارٹی نے صدر بورس یلسن کو نشانۂ تنقید بنایا۔ خارجہ پالیسی کے حوالے سے مغرب کی جانب صدر بورس یلسن کا جھکاؤ بالخصوص زیر بحث آیا۔ جرائم کی تعداد میں بے پناہ اضافے، بے روزگاری اور کساد بازاری کے حوالے سے صدر بورس یلسن کی اصلاحات کی بھرپور مخالفت کی گئی۔ صدر بورس یلسن کے حامیوں نے ان جملہ خرابیوں کا سبب یہ بتایا کہ اصلاحات کے راستے میں رکاوٹیں ہیں اور اصلاحات کے پایۂ تکمیل تک نہ پہنچنے کی وجہ سے یہ سب پریشانیاں ہیں۔ ایک بار جب صدر بورس یلسن کی جاری کردہ اصلاحات روبہ عمل آجائیں گی تو سب مسائل حل ہو جائیں گے، تاہم اصلاحات کے مخالفین جہاں جارحانہ انداز میں مہم چلا رہے تھے، وہیں اصلاحات کے حامی دفاعی پوزیشن اختیار کرنے پر مجبور تھے۔ ایک موقع پر اصلاحات کے حامیوں نے کوشش کی کہ "انتخابی کمیشن" ان پارٹیوں کو انتخاب میں حصہ لینے سے روک دے جو صدر مملکت پر جارحانہ تنقید کر رہی ہیں۔ مگر ان کی اپیل پر "مرکزی انتخابی کمیشن" نے ایسے کسی اقدام سے انکار کر دیا۔

---

۱۲ دسمبر ۱۹۹۳ء کو ۱۰۷ ملین رجسٹرڈ ووٹروں میں سے ۵۳٫۲ فیصد نے حق رائے دہی استعمال کیا اور ان میں سے ۶۰ فیصد نے دستور کی تائید کی۔ اگرچہ قانون کے مطابق دستور منظور ہو گیا تاہم حقیقت یہ ہے کہ رجسٹرڈ ووٹروں کی تقریباً تیس فیصد نے اس کی تائید کی ہے۔ صدر بورس یلسن نئے دستور کے ذریعے حاصل کردہ اختیارات سے مطمئن ہیں مگر پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں ان کے حامیوں کی کارکردگی افسوس ناک رہی۔ ولادیمیر ژری نووسکی کی لبرل ڈیموکریٹک پارٹی اور کمیونسٹ پارٹی پارلیمنٹ میں مضبوط قوت بن کر ابھری ہیں۔ اس وقت جب زیرِ نظر سطور لکھی جا رہی ہیں، انتخابات کے حتمی نتائج سامنے نہیں آئے تاہم صدر بورس یلسن کے حامیوں اور مخالفین کے بیانات سے مستقبل کی صف بندی ایک حد تک نمایاں ہو رہی ہے۔ اصلاحات کے حامیوں نے لبرل ڈیموکریٹک پارٹی کے خلاف کمیونسٹ پارٹی سے تعاون کی خواہش کا اظہار کیا ہے، اگرچہ کمیونسٹ پارٹی کے رہنما نے صدر بورس یلسن کے حامیوں کے ساتھ تعاون کو خارج از امکان قرار دیا ہے، البتہ لبرل ڈیموکریٹک پارٹی کے ساتھ کسی "واضح پروگرام" پر اشتراک کو رد نہیں کیا۔ صدر بورس یلسن اور وزیر خارجہ اندرے کازی ریف کے اعلانات کے باوجود کہ پالیسی میں کوئی تبدیلی نہ آئے گی۔ ولادیمیر ژری نووسکی کی قابل لحاظ کامیابی سے مغربی دنیا کے ساتھ سابق سوویت یونین کی بالٹک ریاستوں اور دوسری ہمسایہ ریاستوں میں تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے۔ بالٹک ریاستوں کے رہنماؤں نے سربراہی کانفرنس طلب کی ہے۔ ان ریاستوں میں بیس ہزار روسی فوجی ابھی تک تعینات ہیں جنہیں واپس بلایا جانا ہے، اس کے علاوہ ان ریاستوں

میں قابلِ لحاظ روسی آبادی موجود ہے۔ یوکرین کے دارالحکومت کیف میں صدر لیونا ڈ کراوچک کے ایک مشیر نے ولادیمیر ژری نوسکی کی لبرل ڈیموکریٹک پارٹی کی کامیابی کو یوکرین کے لیے پریشان کن قرار دیا ہے۔ ناروے اور سویڈن نے قوم پرستوں کی مقبولیت کو "پریشان کن اور خوف زدہ کر دینے والی" صورتِ حال کے مترادف بتایا ہے۔ برطانیہ نے ژری نوسکی کی کامیابی سے "سرد جنگ کے خاتمے پر غیر یقینی حالات میں مضبوط NATO کی موجودگی" کا جواز تلاش کیا ہے۔

ولادیمیر ژری نوسکی نے بلاشبہ انتخابی مہم کے دوران میں اور کامیابی کے فوراً بعد رشین فیڈریشن کے مفادات کے تحفظ کا ذکر بار بار کیا ہے تاہم انتخابی مہم کے نعروں اور وعدوں کی حقیقت اقتدار کے قریب آنے کے بعد ہی واضح ہوتی ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ جو کچھ انھوں نے عوامی جذبات کی تسکین اور ووٹ حاصل کرنے کی غرض سے کہا ہے، لازماً اسے عملی جامہ پہنانے کے لیے تگ ودو کریں گے۔

ولادیمیر ژری نوسکی کے ساتھیوں کو حکومت یا سیاست کا کوئی طویل تجربہ حاصل نہیں ہے۔ ۱۹۹۰ء میں محدودے چند افراد نے پارٹی منظم کی مگر رشین فیڈریشن کے حالات اور صدر بورس یلسن کی مخالف فضا نے اسے مقبول بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ ولادیمیر ژری نوسکی اور کمیونسٹ پارٹی کے حاصل کردہ ووٹ درحقیقت صدر بورس یلسن کی غیر محتاط اصلاحات کے خلاف احتجاج ہے۔ اس بات کا انحصار صدر بورس یلسن کی کامیابیوں اور ناکامیوں پر ہے کہ آئندہ ان کے مخالفین کی مقبولیت میں اضافہ ہوتا ہے یا کمی، تاہم نئی پارلیمنٹ صدر بورس یلسن کے لیے سابقہ پارلیمنٹ سے کسی طور پر بہتر ثابت نہیں ہوگی۔ ان حالات میں یہ کہنا شاید زیادہ غلط نہیں ہوگا کہ صدر بورس یلسن مغرب کے ساتھ اپنے تعلقات اور رویّوں پر نظرثانی کریں گے، تاکہ اندرونِ ملک حالات ان کی گرفت سے باہر نہ ہونے پائیں، نیز رشین فیڈریشن کے کردار اور مفادات کے حوالے سے انھوں نے گزشتہ سال سے جو رویّہ اختیار کیا ہے، اس میں سختی آتی جائے گی۔ صدر بورس یلسن کے حامیوں کی کمزور کارکردگی دیکھتے ہوئے مغربی دنیا کے فیصلہ ساز شاید اب زبانی جمع خرچ سے آگے بڑھ کر صدر بورس یلسن کی واقعی مدد کریں گے تاکہ کمیونسٹ اور ولادیمیر ژری نوسکی جیسے قوم پرست زیادہ مقبولیت حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہوں۔

ضمیمہ

سلسلۂ واقعات

[سابق سوویت یونین کے آخری برسوں میں بورس یلسن کے سیاسی افق پر نمایاں ہونے سے لے کر رشین فیڈریشن کے حالیہ پارلیمانی انتخابات تک مندرجہ ذیل اہم سیاسی واقعات رونما ہوئے۔ مدیر]

مئی ۱۹۹۰ء	بورس یلسن معمولی اکثریت کے ساتھ رشین سپریم سوویت (پارلیمنٹ) کے چیئرمین چُنے گئے۔
۱۲ جون ۱۹۹۱ء	قومی انتخابات میں ۱۵ سوویت جمہوریتوں میں سے سب سے بڑی سوویت جمہوریہ رشین فیڈریشن میں بورس یلسن صدر جمہوریہ قرار پائے۔ الیگزینڈر رٹسکوئی نائب صدر چنے گئے۔
۱۹-۲۱ اگست ۱۹۹۱ء	سوویت صدر میخائل گورباچوف کا تختہ الٹنے کی سازش ہوئی۔ بورس یلسن نے باغیوں کے خلاف مزاحمت کی اور تین روز میں بغاوت ناکام ہو گئی۔
۶ نومبر ۱۹۹۱ء	کمیونسٹ پارٹی آف سوویٹ یونین اور کمیونسٹ پارٹی آف رشیا پر پابندی عائد کی گئی۔
۸ دسمبر ۱۹۹۱ء	بیلورُس کے شہر بریسٹ میں بیلورُس، رشین فیڈریشن اور یوکرین کے رہنماؤں نے "آزاد ریاستوں کی دولتِ مشترکہ" قائم کرنے پر اتفاق کیا۔ مشترکہ اعلان میں کہا گیا کہ سابق سوویت یونین "ایک جغرافیائی حقیقت اور بین الاقوامی قانون کے موضوع کی حیثیت سے ختم ہو چکی ہے۔"
۱۲-۱۳ دسمبر ۱۹۹۱ء	وسطی ایشیا کی ریاستوں گرغیزستان، تاجکستان، ترکمنستان، ازبکستان اور قازقستان کے رہنما اشک آباد میں یک جا ہوئے اور "آزاد ریاستوں کی دولتِ مشترکہ" میں "برابر کے بانیوں" کی حیثیت سے شمولیت کا اعلان کیا۔
۲۱ دسمبر ۱۹۹۱ء	اجلاس الماآتی - تین بالٹک ریاستوں (جن کی آزادی ۶ ستمبر ۱۹۹۱ء کو تسلیم کر لی گئی تھی) اور جارجیا کے علاوہ سابق سوویت یونین کی باقی گیارہ جمہوریتوں نے "آزاد ریاستوں کی دولتِ مشترکہ" میں بانی ارکان کی حیثیت سے شمولیت کا اعلان کیا۔
۲۴ دسمبر ۱۹۹۱ء	اقوام متحدہ میں رشین فیڈریشن کو سابق سوویت یونین کی جگہ دیے جانے کے لیے بورس یلسن نے سیکرٹری جنرل کے نام خط لکھا۔
۲۵ دسمبر ۱۹۹۱ء	میخائل گورباچوف نے ٹیلی ویژن پر خطاب کرتے ہوئے اپنے استعفاء کا اعلان کیا اور ایک فرمان پر دستخط کرتے ہوئے نیوکلیائی ہتھیاروں کے استعمال کا اختیار بورس یلسن کو منتقل کیا۔ کریملن سے سوویت

سُرخ جھنڈا اتار دیا گیا۔

۳۰ دسمبر ۱۹۹۱ء	"آزاد ریاستوں کی دولتِ مشترکہ" کے سربراہ منسک میں یک جا ہوئے اور دولتِ مشترکہ کے اداروں کے بارے میں اتفاق کیا۔
۱۲ مارچ ۱۹۹۳ء	عوامی نمائندوں کی کانگرس نے بورس یلسن کا مجوزہ ریفرنڈم مسترد کر دیا اور یلسن یہ کہہ کر کانگرس سے باہر آ گئے کہ انھوں نے کانگرس سے جو کچھ کہنا تھا، کہہ دیا ہے۔
۲۰ مارچ ۱۹۹۳ء	بورس یلسن نے اعلان کیا کہ وہ ۲۵ اپریل کو اعتماد کا ووٹ لیں گے اور نئے دستور پر استصوابِ رائے کرائیں گے۔
۲۸ مارچ ۱۹۹۳ء	یلسن نے استصوابِ رائے کا ارادہ ترک کر دیا اور پارلیمنٹ کے چیئرمین رسلان خاص بلاتوف (ارسلان حزب اللہ) کے ساتھ اتفاق کیا کہ نومبر میں صدارتی اور پارلیمانی انتخابات کرائے جائیں۔ کانگرس یلسن کا مواخذہ کرنے میں ناکام رہی۔
۵ جون ۱۹۹۳ء	یلسن نے صدارتی جمہوریت کے انداز کا نیا دستور بنانے کے لیے دستور ساز اسمبلی کا اجلاس طلب کیا۔ رسلان خاص بلاتوف نے واک آؤٹ کیا۔
یکم ستمبر ۱۹۹۳ء	یلسن نے الیگزینڈر رٹسکوئی کو عہدے سے معطل کر دیا جو کریملن میں پہلے سے فرائض منصبی ادا کرنے سے محروم تھے۔ پارلیمنٹ نے یلسن کا فیصلہ مسترد کر دیا۔
۱۸ ستمبر ۱۹۹۳ء	یے گور گیدر نے اوّل وزیر اعظم کی حیثیت سے حکومت میں شمولیت اختیار کی۔ بورس یلسن نے تجویز پیش کی کہ اگر پارلیمنٹ، پارلیمانی انتخابات کے انعقاد سے اتفاق کرے تو نئے صدارتی انتخابات کا انعقاد جلد ہو سکتا ہے۔
۲۱ ستمبر ۱۹۹۳ء	بورس یلسن نے پارلیمنٹ معطل کر دی اور دسمبر میں نئے پارلیمانی انتخابات کا اعلان کیا۔ نائب صدر رٹسکوئی نے اس اقدام کو "بغاوت" کا نام دیا اور اختیارات اپنے ہاتھ میں لینے کا اعلان کیا۔ یلسن کے مخالف ارکان پارلیمنٹ اکٹھے ہوئے اور ان کے حامیوں نے پارلیمنٹ ہاؤس کے ارد گرد راستوں پر رکاوٹیں کھڑی کر دیں۔ ارکانِ پارلیمنٹ نے رٹسکوئی کو قائم مقام صدر بنا دیا۔

۲۲ ستمبر ۱۹۹۳ء	پارلیمنٹ نے بورس یلسن کے صدارتی اختیارات ختم کرنے کے حق میں رائے دی۔
۲۳ ستمبر ۱۹۹۳ء	بورس یلسن نے اعلان کیا کہ ۱۲ جون ۱۹۹۴ء کو صدر کا انتخاب ہوگا اور وہ خود انتخاب میں امیدوار ہوں گے۔
۲۴ ستمبر ۱۹۹۳ء	پارلیمنٹ نے مارچ ۱۹۹۴ء میں بیک وقت صدارتی اور پارلیمانی انتخابات کرانے کے حق میں رائے دی۔
۳۰ ستمبر ۱۹۹۳ء	بکتر بند گاڑیوں نے پارلیمنٹ ہاؤس کا محاصرہ کر لیا۔ اس روز رشین فیڈریشن اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ نے ۱۶۱ بلین ڈالر کا قرضہ reshedule کیا۔
۲ اکتوبر ۱۹۹۳ء	بورس یلسن کے مخالف مظاہرین نے ماسکو کے ایک معروف ترین چوک میں پولیس سے دست بدست لڑائی کی۔
۳ اکتوبر ۱۹۹۳ء	یلسن کی طرف سے ہنگامی حالت کا اعلان کیا گیا۔ رٹسکوئی اور خاص بلاتوف نے ماسکو کے میئر کے دفتر اور ٹیلی وژن ہیڈکوارٹرز پر اپنے حامیوں کو قبضہ کرنے کا حکم دیا جہاں یلسن کے حامی دستوں نے قبضے کی کوشش ناکام بنا دی۔ مبینہ اطلاعات کے مطابق اس جھڑپ میں بیسیوں افراد مارے گئے۔
۴ اکتوبر ۱۹۹۳ء	بورس یلسن کے کہنے پر فوج نے پارلیمنٹ پر حملہ کیا جو دس گھنٹے جاری رہا۔ خاص بلاتوف اور رٹسکوئی سمیت سیکڑوں افراد نے اپنے آپ کو فوج کے حوالے کیا۔
۵ اکتوبر ۱۹۹۳ء	بورس یلسن نے دو علاقائی رہنماؤں کو برطرف کر دیا جنھوں نے پارلیمنٹ کا ساتھ دیا تھا۔ دستوری عدالت کے سربراہ کو بھی الگ کیا گیا۔
۹ اکتوبر ۱۹۹۳ء	بورس یلسن نے تمام علاقائی اور مقامی سوویت (کونسلیں) توڑ دیں۔
۱۵ اکتوبر ۱۹۹۳ء	حزبِ اختلاف کے پندرہ اخبارات پر پابندی لگا دی گئی۔ دو مدیروں کو اخبارات سے الگ کیا گیا اور ایک ٹیلی وژن پروگرام پر پابندی عائد کی گئی۔ خاص بلاتوف اور رٹسکوئی پر عوام میں بدامنی پھیلانے کا الزام عائد کیا گیا۔
۱۸ اکتوبر ۱۹۹۳ء	ہنگامی حالت ختم کی گئی اور فوجی دستے واپس بیرکوں میں چلے گئے۔

۲۷ اکتوبر ۱۹۹۳ء	زمین کی نجی طور پر خرید و فروخت کی اجازت دی گئی۔
۲۸ اکتوبر ۱۹۹۳ء	پراودا کے مدیر کی علیحدگی پر اخبار کی اشاعت بحال ہوئی۔
۶ نومبر ۱۹۹۳ء	بورس یلسن نے کہا کہ وہ صدارتی انتخابات جلد منعقد کرانے کے حق میں نہیں اور ۱۹۹۶ء تک اپنے منصب پر فائز رہیں گے۔
۱۰ نومبر ۱۹۹۳ء	بورس یلسن نے اپنا مجوزہ دستوری خاکہ جاری کیا۔
	۱۳ سیاسی پارٹیوں کو پارلیمانی انتخابات میں حصہ لینے کی اجازت دی گئی۔ باقی پارٹیاں رجسٹریشن کے لیے رکھی گئی شرائط پوری کرنے میں ناکام رہیں۔
۲۲ نومبر ۱۹۹۳ء	پارٹیوں نے ٹیلی وژن کے توسط سے اپنی انتخابی مہم کا آغاز کیا اور یلسن پر تنقید شروع ہوئی۔
۲۶ نومبر ۱۹۹۳ء	بورس یلسن نے اپنے مجوزہ دستور پر ٹیلی وژن پر تنقید ممنوع قرار دے دی۔
۲۹ نومبر ۱۹۹۳ء	بورس یلسن کے ایک وزیر ولادیمیر شمیکو نے کمیونسٹ اور نیشلسٹ پارٹیوں پر پابندی کا مطالبہ کیا کیونکہ وہ بورس یلسن کے مجوزہ دستور پر تنقید کر رہی تھیں۔
۲ دسمبر ۱۹۹۳ء	بورس یلسن کے ایک قریبی ساتھی سرگی فلاٹوف نے ناخوش خود مختار علاقوں کو انتباہ کیا کہ وہ مزید خود مختاری حاصل کرنے کے خواب کو دستور کی منظوری سے منسلک نہ کریں۔
۹ دسمبر ۱۹۹۳ء	بورس یلسن نے کہا کہ اگر ان کا مجوزہ دستور منظور نہ ہو سکا تو رشین فیڈریشن خانہ جنگی کی شکار ہو جائے گی۔
۱۲ دسمبر ۱۹۹۳ء	بورس یلسن کا مجوزہ دستور منظور کر لیا گیا، البتہ پارلیمانی انتخاب میں ان کے حامیوں کو زک اٹھانا پڑی۔